مولانا محمد فیاض خان سواتی
مہتمم جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

تواضع اور انکساری کا پیکر

عالم اسلام کے نامور عالم دین اور پاکستان کی علمی دنیا کے بے تاج بادشاہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی اس دنیائے فانی سے رحلت فرما کر عالم برزخ کی طرف سدھار گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون، انکی نماز جنازہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ادا کی گئی۔

ع ہے یہ شامِ زندگی صبح دوامِ زندگی

جامع الصفات شخصیت

ڈاکٹر صاحب گوناگوں صفات کے حامل انسان تھے، وہ مدینہ یونیورسٹی کے ان نامور فضلاء میں شامل تھے جنہوں نے اس کے قیام کے بعد ابتدائی سالوں میں وہاں تعلیم حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی تھی اور تقریباً بارہ سال وہاں تعلیم حاصل کرتے رہے، فراغت کے بعد پاکستان کے کئی مدارس میں تدریس کرنے کے بعد پھر مدت العمر اپنے مادر علمی دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے، وہ مجاہد اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کے چہیتے شاگردوں اور وفادار محبین میں سے تھے، جو بیک وقت ایک کہنہ مشق مدرس، حق گو خطیب، نکتہ رس مصنف اور عربی، فارسی، پشتو، اردو اور دیگر بعض زبانوں پر عبور رکھنے والے مایہ ناز عالم دین تھے، تحریکی اور مجاہدانہ ذوق کے حامل ہونے کے ساتھ تصوف سے بھی گہرا قلبی و عملی لگاؤ رکھتے تھے۔

سب سے نمایاں صفت

ان کی سب سے نمایاں صفت جس نے احقر کو متاثر کیا وہ ان کی تواضع، انکساری اور طبعی سادگی تھی، وہ حضور نبی اکرمؐ کی حدیث مبارکہ من تواضع للہ رفعه اللہ جس نے اللہ کیلئے تواضع اختیار کی اللہ نے اسکو بلند کیا اور البذاذة من الایمان سادگی ایمان کا حصہ ہے جیسی احادیث کا عملی نمونہ تھے، جس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

جامعہ نصرت العلوم میں تشریف آوری

کہ میں نے انہیں تین بار جامعہ نصرۃ العلوم کے پروگراموں میں دعوت دی جو انہوں نے بخوشی قبول

© rasailojaraid.com

فرمائی، اس سلسلہ میں ان سے گزارش کی گئی کہ ہم آمد ورفت کیلئے سواری کا بندوبست کریں گے لیکن انہوں نے ہر بار صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ ''میں خود ہی آجاؤں گا'' چنانچہ ایک بار بخاری شریف کے آخری سبق کیلئے، دوسری مرتبہ جامعہ کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر اور پھر تیسری مرتبہ میرے والد ماجد مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ فاضل دارالعلوم دیوبند، بانی جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی وفات کے بعد انکے تعزیتی جلسہ میں مہمان خصوصی کے طور پر تشریف لائے، اور بہت علمی اور عمدہ بیانات سے بہرہ ور فرمایا، ان کی آواز میں ایک قدرتی کڑک تھی جو عمر رسیدگی میں بھی قائم رہی، جب وہ جامعہ نصرۃ العلوم کے پہلے پروگرام میں تشریف لائے تو انکی کیفیت قابل دیدنی تھی، جامعہ کے مرکزی گیٹ سے ایک بابا خستہ لباس میں اپنے کندھے پر ایک گٹھڑی اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوا، ہم میں سے کسی نے ان کو نہ پہچانا تو انہوں نے والد صاحبؒ کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو خود آکر بتایا کہ میں ''شیر علی'' ہوں، اللہ اکبر۔ ایسے لوگ اب کہاں میسر آئیں گے، میرے والد ماجدؒ کے ساتھ ان کے دیرینہ تعلقات تھے، جسکا اظہار انہوں نے تعزیتی جلسہ کی تقریر میں ان الفاظ کیساتھ بیان فرمایا تھا کہ ''حضرت صوفی صاحبؒ ایک نابغہ روزگار شخصیت تھے، میں جب حضرت لاہوریؒ کے ہاں دورہ تفسیر پڑھ رہا تھا تو جمعہ کی رات حضرت صوفی صاحبؒ اور ان کے ساتھ حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب ہمارے پاس آیا کرتے تھے اور ہمارے کمرے میں آرام فرمایا کرتے تھے اور ہماری حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔'' ڈاکٹر صاحب موصوف کی اس پوری تقریر کا خلاصہ ماہنامہ نصرۃ العلوم کی خصوصی اشاعت ''مفسر قرآن نمبر'' ص ۸۰۶ تا ص ۸۰۷ میں درج ہے، جامعہ نصرۃ العلوم میں ''بخاری شریف'' کے اختتام پر انہوں نے بڑی علمی اور پرمغز تقریر ارشاد فرمائی اور سالانہ جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر بھی بڑی ولولہ انگیز اور جذباتی تقریر کی جس میں انہوں نے مجاہدین اسلام کی کھل کر حمایت کی اور امریکہ اور اس کے ہمنواؤں کو کھری کھری سنائیں، بعد ازاں جامعہ کے ''مہمان خانہ'' میں ان کیساتھ کافی بے تکلفانہ گفتگو بھی ہوئی، احقر کیساتھ بہت ہی زیادہ شفقت فرمایا کرتے تھے، زندگی میں ان کے ساتھ کئی بار نشست اور خوشہ چینی کے مواقع میسر آئے۔

مجلس علماء اسلام کی تاسیسی اجلاس میں شرکت

جب عم مکرم امام اہل السنۃ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ نے دیوبندی جماعتوں پر مشتمل ''مجلس علماء اسلام'' کے نام سے جماعت تشکیل دی تو اس کا جو ابتدائی اجلاس گکھڑ میں منعقد ہوا تھا اس میں کئی بزرگ اور چند ہی لوگ مشاورت کیلئے مدعو تھے، احقر بھی اس میں شریک ہوا تھا اور ڈاکٹر صاحب موصوف بھی اکوڑہ خٹک سے طویل سفر کر کے تشریف لائے ہوئے تھے، انہوں نے اس موقع پر بہت ہی قیمتی مشوروں سے حاضرین کو نوازا تھا، شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق حفظہ اللہ تعالیٰ قابل ستائش ہیں کہ انہوں نے

ڈاکٹر صاحبؒ جیسے انمول ہیروں کی مدت العمر قدر کی اور انہیں ہر ممکن سہولیات میسر فرمائیں، دوسری طرف ڈاکٹر صاحبؒ نے بھی اپنے شیخ اور شیخ کی اولاد اور اولاد کی اولاد تین پشتوں سے مکمل وفاداری نبھائی، اس کا صحیح اندازہ اور مشاہدہ اس وقت ہوا جب حضرت مولانا سمیع الحق نے اپنے دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ''تحفظ مدارس دینیہ'' کے عنوان سے کل پاکستان عظیم الشان کانفرنس منعقد کی تھی احقر اس میں شریک ہوا تھا اور ڈاکٹر صاحبؒ سے بھی شرف ملاقات حاصل ہوئی تھی، ان کے شاگردوں کا ایک وسیع سلسلہ دنیا کے کئی بر اعظموں میں پھیلا ہوا ہے، خصوصاً افغانستان تو ان کا دوسرا گھر تھا، جہاں ان کے شاگردوں نے ہی دنیا کی دو سپر طاقتوں کو ناکوں چنے چبوائے، ان کے صدقات جاریات رہتی دنیا تک ان کے لئے رفعت درجات کا ذریعہ ہونگے، اللہ رب العزت انکی جملہ خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے، احقر ان کے تمام متعلقین، محبین، ادارہ اور شاگردوں سے دلی تعزیت کرتے ہوئے ان کی اچانک وفات کو علمی دنیا میں ایک بہت بڑے خلاء سے تعبیر کرتے ہوئے ان کیلئے بارگاہ الٰہی میں ہمہ وقت دست بدعا ہے، اور دل کی کیفیت کچھ یوں ہے......

بجھا چراغ اٹھی بزم کھل کر رو اے دل

وہ لوگ چل بسے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

جوئے خون آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق

میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہوگئیں

© rasailojaraid.com